اسلام اور عیسائیت کے مشترکات: ایک تحقیقی جائزہ

The common values in Islam and Christianity: A research overview

اشفاق احمد[i] ممتاز خان[ii]

Absratact

In Islam the various types of sources have been indetified for preaching. The one is the interfaith dialogue. Form the Quranic study the fact reveals that this sort of preaching should be adopted in special consederation with the people of the Book, besides the code of ethics has also been provided.

The examples can be founded in Surah Ale Imran, and Suran Al.Ankabut. Fom which the concept strengthens that there lie some common values in both the religions. This research paper aims to explore these common values comparatively.

***Key Words**: Common values,Christianity,preaching*

اسلام میں دعوت دین کے مختلف اسالیب کی تعلیم دی گئی ہے۔ من جملہ ان کے ایک اسلوب مکالمہ کا ہے۔ قرآن کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل کتاب کو دعوت دینے کے لیے بطور خاص مکالمے کا اسلوب اختیار کرنے کی تلقین کی گئی بلکہ نہ صرف تلقین کی گئی بلکہ اس کے آداب بھی بتائے گئے۔ مثلاً سورۃ العنکبوت میں کہا گیا کہ اہل کتاب سے جب مجادلہ کرو تو وہ طریقہ اختیار کرو جو بہتر بہترین ہو اور بات کا آغاز مشترک امور سے کیا جائے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے:

وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ وَقُولُوا آمَنَّا بِالَّذِي أُنزِلَ إِلَيْنَا وَأُنزِلَ إِلَيْكُمْ وَإِلَٰهُنَا وَإِلَٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ [1]

"اور اہلِ کتاب سے جھگڑا نہ کرو مگر ایسے طریق سے کہ نہایت اچھا ہو۔ہاں جو اُن میں

---

i لیکچرر، شریعہ اکیڈمی، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

ii پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اسلامیات، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان

سے بےانصافی کریں (اُن کے ساتھ اسی طرح مجادلہ کرو) اور کہہ دو کہ جو (کتاب) ہم پر اُتری اور جو (کتابیں) تم پر اُتریں ہم سب پر ایمان رکھتے ہیں اور ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہی ہے اور ہم اُسی کے فرماں بردار ہیں۔"

اسی طرح سورۃ آل عمران آیت نمبر ۶۴ میں بھی یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اہل کتاب کو مشترکات کی طرف دعوت دو۔ اہل کتاب میں سے بھی عیسائیت کے بارے میں یہ کہا گیا کہ یہودیوں کی نسبت عیسائی تمھارے زیادہ قریب ہیں[2]۔ گویا اس بات کا امکان زیادہ ہے کہ یہود کی نسبت عیسائی جلد دعوت قبول کر لیں۔ آئندہ سطور میں قرآن اور انجیل کی رو سے اسلام اور عیسائیت میں مشترک امور کا مطالعہ کیا جائے گا۔

اناجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تعارف

عبرانی میں آپ کا نام یسوع یا یشوع تھا،[3] عربی میں عیسیٰ اور انگریزی میں کرسٹ (christ) بن گیا۔

انجیل لوقا کی رو سے حضرت مریم کی یوسف نامی شخص سے منگنی ہوئی تھی لیکن مباشرت سے پہلے ناصرہ قصبہ بیت اللحم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی[4]۔

آپ کی ابتدائی تیس سالہ زندگی پردہ خفا میں ہے، چند واقعات کے سوا کچھ معلوم نہیں۔ بعض روایات کے مطابق آپ نے طب یا جادوگری کی تعلیم وغیرہ میں یہ عرصہ گزارا۔ البتہ انجیل مرقس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بڑھئی کا کام کرتے تھے۔ چنانچہ لکھا ہے:

"جب سبت کا دِن آیا تو وہ عبادت خانہ میں تعلیم دینے لگا اور بہت لوگ سُن کر حیران ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ باتیں اِس میں کہاں سے آگئیں؟ اور یہ کیا حِکمت ہے جو اِسے بخشی گئی اور کیسے مُعجزے اُس کے ہاتھ سے ظاہِر ہوتے ہیں؟- کیا یہ وہی بڑھئی نہیں جو مریم کا بیٹا اور یعقوب اور یوسیس اور یہوداہ اور شمعون کا بھائی ہے؟ اور کیا اُس کی بہنیں یہاں ہمارے ہاں نہیں؟ پس اُنہوں نے اُس کے سبب سے ٹھوکر کھائی[5]۔"

حضرت عیسیٰ کے زمانے میں ان کے رشتہ داروں میں ہی ایک اور مشہور نبی حضرت یحیٰ علیہ السلام بھی تھے جن کا قرآن میں تذکرہ ہے۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی ابتدائی پرورش اور تزکیہ میں ان کا بھی کردار ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انھوں نے ہی بپتسمہ دیا تھا۔ متی کی انجیل میں ہے:

"مگر یُوحنّا یہ کہہ کر اُسے منع کرنے لگا کہ میں تُجھ سے بپتسمہ لینے کا محتاج ہوں اور تُو میرے پاس آیا ہے؟ یِسُوع نے جواب میں اُس سے کہا اب تو ہونے ہی دے کیونکہ ہمیں اِسی طرح ساری راستبازی پُوری کرنا مناسب ہے۔ اِس پر اُس نے ہونے دِیا[6]۔"

نبوت

تیس سال کی عمر میں نبوت سے سرفراز کیے گئے[7]۔ یحیٰ علیہ السلام کی گرفتاری کے بعد ناصرہ سے روپوش ہو کر چالیس دن کے لیے بحیرہ مردار کے قریب کسی سنسان جنگل میں تشریف لے گئے، وہاں چالیس دن الگ تھلگ عبادت و ریاضت میں گزارے[8]۔

کتاب

عیسائیوں کی کتاب مقدس کے دو حصے ہیں جن کو عہد عتیق اور عہد جدید سے موسوم کیا جاتا ہے۔ عہد نامہ عتیق یا قدیم میں پہلے انبیا کی کتب و صحائف شامل ہیں جبکہ عہد نامہ جدید میں وہ کتب شامل ہیں جو ان کے خیال میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد بذریعہ الہام لکھی گئی ہیں۔ ان دونوں کے مجموعے کو بائبل کہتے ہیں۔

عہد قدیم میں ۳۸ کتب شامل ہیں ان کی صحت پر تمام عیسائی متفق ہیں۔ عہد جدید میں کل بیس کتابیں شامل ہیں جن کی صحت پر اتفاق کیا جاتا ہے؛ لیکن ان میں چار زیادہ مشہور ہیں۔ انجیل مَتی، انجیل مرقس، انجیل لوقا، انجیل یوحنا[9]۔

عقائد

اصل دین مسیح تو توحید پر مشتمل ہے جس کی قرآن کریم سورۃ آل عمران آیات ۴۵ تا ۶۰ تفصیل بتاتا ہے۔ (اناجیل کے حوالے سے تفصیل آگے آئے گی۔) البتہ بعد میں مسیحیت نے کئی

گمراہ عقائد اختیار کر لیے جن میں سے درج ذیل دو بڑے عقائد میں شمار کیے جاتے ہیں:

1. عقیدہ کفارہ

مسیحیت میں حضرت عیسیٰ مصلوب ہو کر ساری دنیا کے گناہوں کا کفارہ ادا کر گئے۔ تیسرے دن زندہ ہوئے جس کو ایسٹر (easter) کہتے ہیں اور چالیس دن تک دنیا میں رہے۔ پھر دوبارہ آنے کا وعدہ کر کے آسمانوں کی طرف چلے گئے[10]۔

2. عقیدہ تثلیث

عیسائیت جدید میں خدا تین اقانیم سے مرکب ہے یعنی باپ، بیٹا اور روح القدس۔ پھر اس کی تفصیل میں اختلاف ہے کہ ان سے مراد کیا ہے۔ بعض کے نزدیک ان تینوں کے مجموعے کا نام خدا ہے اور بعض کے نزدیک باپ، بیٹا اور کنواری مریم کے مجموعے کا نام خدا ہے۔ پھر بعض یہ کہتے ہیں کہ ان تینوں میں سے ہر ایک خود بھی ویسا ہی خدا ہے جیسا کہ ان کا مجموعہ خدا ہے۔ بہر حال کافی الجھا ہوا عقیدہ ہے۔ مفتی محمد تقی عثمانی نے خاصی تفصیلی بحث کی ہے[11]۔

عیسائیت اور اسلام کے درمیان مشترکات

1. توحید باری تعالی

عیسائیت اور اسلام کے درمیان مشترک امور میں پہلے نمبر پر توحید ہے۔ توحید اور خالق کائنات کا جو تصور اسلام میں ہے وہی انجیل میں بھی ہے۔ انجیل میں ہے:

"یِسُوع نے جواب دِیا کہ اوّل یہ ہے کہ اَے اِسرائیل سُن۔ خُداوند ہمارا خُدا ایک ہی خُداوند ہے۔ اور تُو خُداوند اپنے خُدا سے اپنے سارے دِل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل اور اپنی ساری طاقت سے محبّت رکھ[12]۔"

2. شرک سے براءت

قرآن کریم میں جب عیسائیوں کو مشترکات کی طرف دعوت دینے کی بات کی گئی تو توحید کے ساتھ ساتھ عدم شرک کا بھی خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا گیا؛ گویا شرک نہ کرنا بھی عیسائیت کی اصل تعلیمات میں سے ہے۔ دین مسیح میں شرک سے بچنے کی تعلیم ہمیں اناجیل میں مختلف مقامات پر

ملتی ہے۔ بطور مثال متی کی انجیل کی یہ آیت ملاحظہ ہو:

"یسُوع نے اُس سے کہا اے شیطان دُور ہو کیونکہ لکھا ہے کہ تُو خُداوند اپنے خُدا کو سجدہ کر اور صِرف اُسی کی عبادت کر[13]۔"

یہ بات تقریباً اسی انداز میں قرآن کریم میں سورۃ الزمر میں کہی گئی ہے:

قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ[14] "کہہ دو کہ مجھ سے ارشاد ہوا ہے کہ خدا کی عبادت کو خالص کر کے اس کی بندگی کروں۔"

خالق عالم

قرآن اور عہد نامہ قدیم میں تخلیق عالم کا ذکر بھی ایک ہی اسلوب میں کیا گیا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں سورۃ الاعراف آیت ۵۴ میں ہے:

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ[15]

"کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار خدا ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر جا ٹھہرا۔ وہی رات کو دن کا لباس پہناتا ہے کہ وہ اس کے پیچھے دوڑتا چلا آتا ہے۔ اور اسی نے سورج اور چاند ستاروں کو پیدا کیا سب اس کے حکم کے مطابق کام میں لگے ہوئے ہیں۔ دیکھو سب مخلوق بھی اسی کی ہے اور حکم بھی (اسی کا ہے)۔ یہ خدا رب العالمین بڑی برکت والا ہے۔"

عہد نامہ عتیق

سفر تکوین کی پہلی آیت کا آغاز ہی اس بات سے ہوتا ہے:

"کہ ابتداءً اللہ تعالی نے آسمان و زمین کو تخلیق کیا۔"

آگے پھر پوری تفصیل ہے کہ تخلیق کا عمل کیسے اور کتنے دنوں میں مکمل ہوا۔

کیا عیسیٰ اللہ کے بیٹے ہیں؟

موجودہ عیسائیت میں عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہا جاتا ہے۔ لیکن انجیل کی بعض آیات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیت کی اصل تعلیمات میں بیٹا ہونے سے مراد حقیقی بیٹا نہیں بلکہ یہ مجازی تعبیر ہے کیونکہ انجیل میں جابجا نیکی کا کام کرنے والے کو اللہ / باپ کا بیٹا کہا گیا ہے اور اللہ تعالی کو باپ سے

تعبیر کیا گیا ہے۔ انجیل کی یہ آیت ملاحظہ ہو:

"تاکہ تُم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہے "بیٹے" ٹھہرو کیونکہ وہ اپنے سورج کو بدوں اور نیکوں دونوں پر چمکاتا ہے اور راستبازوں اور ناراستوں دونوں پر مینہ برساتا ہے[16]۔"

اسی طرح یوحنا کی انجیل میں پہلے باب کی پہلی ۱۳ آیات سے یہ بات بے غبار ہو کر سامنے آتی ہے:

"اِبتدا میں کلام تھا اور کلام خُدا کے ساتھ تھا اور کلام خُدا تھا- یہی اِبتدا میں خُدا کے ساتھ تھا- سب چیزیں اُس کے وسِیلہ سے پَیدا ہُوئیں اور جو کُچھ پَیدا ہُوا ہے اُس میں سے کوئی چیز بھی اُس کے بغیر پَیدا نہیں ہُوئی۔ اُس میں زندِگی تھی اور وہ زندگی آدمیوں کا نُور تھی اور نُور تارِیکی میں چمکتا ہے اور تارِیکی نے اُسے قبُول نہ کیا۔ ایک آدمی یُوحنّا نام آموجُود ہُوا جو خُدا کی طرف سے بھیجا گیا تھا- یہ گواہی کے لِئے آیا کہ نُور کی گواہی دے تاکہ سب اُس کے وسِیلہ سے ایمان لائیں۔ وہ خُود تو نُور نہ تھا مگر نُور کی گواہی دینے آیا تھا - حقیقی نُور جو ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے دُنیا میں آنے کو تھا۔ وہ دُنیا میں تھا اور دُنیا اُس کے وسِیلہ سے پَیدا ہوئی اور دُنیا نے اُسے نہ پہچانا- وہ اپنے گھر آیا اور اُس کے اپنوں نے اُسے قبُول نہ کیا - لیکن جِتنوں نے اُسے قبُول کیا اُس نے اُنہیں خُدا کے فرزند بننے کا حق بخشا یعنی اُنہیں جو اُس کے نام پر اِیمان لاتے ہیں - وہ نہ خُون سے نہ جسم کی خواہش سے نہ انسان کے اِرادہ سے بلکہ خُدا سے پَیدا ہوئے۔"

عیسیٰ علیہ السلام کو بیٹا کہنے کی ایک وجہ شاید یہ بھی ہو کہ عیسی کو اللہ کا کلمہ اور روح انجیل اور قرآن میں بھی کہا گیا ہے:

إِذْ قَالَتِ الْمَلآئِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهاً فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ[17]

"وہ وقت بھی یاد کرنے کے لائق ہے) جب فرشتوں نے کہا کہ مریم خدا تم کو اپنی طرف سے ایک فیض کی بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح (اور مشہور) عیسیٰ ابن مریم ہوگا (اور) جو دنیا اور آخرت میں باآبرو اور (خدا کے) خاصوں میں سے ہوگا۔"

گویا کہ اللہ کا کلمہ عیسیٰ کی شکل میں متشکل ہوا ہے اور ظاہر ہے کہ کلمہ کا ورود ذات باری تعالیٰ سے ہوا ہے اس لیے گویا وہ اس کے بیٹے ہیں۔

توبہ اور استغفار کی تلقین

قرآن کریم کی طرح انجیل میں بھی توبہ کی تلقین کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں دونوں کا اسلوب بھی

ایک ہی طرح کا ہے۔ بطور مثال قرآن اور انجیل سے ایک ایک آیت ملاحظہ ہو۔ انجیل متی میں ہے:

"توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آگئی ہے[18]۔"

سورۃ الحج کی پہلی آیت میں ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ "لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو۔ کہ قیامت کا زلزلہ ایک حادثۂ عظیم ہوگا۔"

جنت جہنم اور اصحاب الیمین والشمال کی اصطلاحات

جنت، جہنم اور آخرت کے مواخذے کا جو تصور اسلام میں ہے اسی طرح انجیل میں بھی ہے بلکہ روز محشر نیکو کاروں اور بدکاروں کی صف بندی کے تذکرے میں بھی انجیل اور قرآن کے بیانات ایک ہی طرح کے ہیں۔ چنانچہ انجیل میں ہے:

"جنہوں نے نیکی کی ہے زندگی کی قیامت کے واسطے اور جنہوں نے بدی کی ہے سزا کی قیامت کے واسطے[19]۔"

انجیل متی میں روز محشر میں نیک لوگوں کو اصحاب الیمین کہا گیا ہے:

"اُس وقت بادشاہ اپنے دہنی طرف والوں سے کہے گا آؤ میرے باپ کے مُبارک لوگو جو بادشاہی بنائی عالم سے تُمہارے لئے تیّار کی گئی ہے اُسے میراث میں لو۔"

تھوڑا آگے چل کر بدکاروں کو اصحاب الشمال کہا گیا ہے:

"پھر وہ بائیں طرف والوں سے کہے گا اے ملعُونو! میرے سامنے سے اُس ہمیشہ کی آگ میں چلے جاؤ جو اِبلیس اور اُس کے فرشتوں کے لئے تیّار کی گئی ہے[20]۔"

سورۃ الواقعہ میں اسی طرح کی بات ذرا تفصیل سے کہی گئی:

وَأَصْحَابُ الْيَمِينِ مَا أَصْحَابُ الْيَمِينِ فِي سِدْرٍ مَخْضُودٍ وَطَلْحٍ مَنْضُودٍ وَظِلٍّ مَمْدُودٍ وَمَاءٍ مَسْكُوبٍ وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ لَا مَقْطُوعَةٍ وَلَا مَمْنُوعَةٍ وَفُرُشٍ مَرْفُوعَةٍ[21]

"اور داہنے ہاتھ والے (سبحان اللہ) داہنے ہاتھ والے کیا (ہی عیش میں) ہیں (یعنی) بے خار کی بیریوں اور تہہ بہ تہہ کیلوں اور لمبے لمبے سایوں اور پانی کے جھرنوں اور میوہ ہائے کثیرہ (کے باغوں) میں جو نہ کبھی ختم ہوں اور نہ ان سے کوئی روکے اور اونچے اونچے فرشوں میں۔"

وَأَصْحَابُ الشِّمَالِ مَا أَصْحَابُ الشِّمَالِ فِي سَمُومٍ وَحَمِيمٍ وَظِلٍّ مِنْ يَحْمُومٍ لَا بَارِدٍ وَلَا كَرِيمٍ إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذَلِكَ مُتْرَفِينَ وَكَانُوا يُصِرُّونَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيمِ[22]

"اور بائیں ہاتھ والے (افسوس) بائیں ہاتھ والے کیا (ہی عذاب میں) ہیں(یعنی دوزخ کی) لپٹ اور کھولتے ہوئے پانی میں اور سیاہ دھوئیں کے سائے میں(جو)نہ ٹھنڈا (ہے) نہ خوشنما یہ لوگ اس سے پہلے عیشِ نعیم میں پڑے ہوئے تھے اور گناہ پر اڑے ہوئے تھے۔"

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اور بندے کا مکالمہ

یہاں انجیل میں بروز قیامت اللہ اور بندے کے درمیان ایک مکالمہ نقل کیا گیا ہے جو کہ قرآن میں تو نہیں لیکن صحیح مسلم میں بصورت حدیث قدسی تقریباً انہی الفاظ میں مذکور ہے جو انجیل میں ہے۔ چنانچہ حدیث قدسی میں ہے:

عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الله عز وجل يقول يوم القيامة يا ابن آدم مرضت فلم تعدني قال يا رب كيف أعودك وأنت رب العالمين قال أما علمت أن عبدي فلانا مرض فلم تعده أما علمت أنك لو عدته لوجدتني عنده يا ابن آدم استطعمتك فلم تطعمني قال يا رب وكيف أطعمك وأنت رب العالمين قال أما علمت أنه استطعمك عبدي فلان فلم تطعمه أما علمت أنك لو أطعمته لوجدت ذلك عندي يا ابن آدم استسقيتك فلم تسقني قال يا رب كيف أسقيك وأنت رب العالمين قال استسقاك عبدي فلان فلم تسقه أما إنك لو سقيته وجدت ذلك عندي[23]

"حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کہیں گے: اے ابن آدم! میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہیں کی، بندہ جواب میں کہے گا: میرے پروردگار میں تیری عیادت کیسے کرتا؟ تو تو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہے گا کیا تیرے علم میں نہیں آیا تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہے لیکن تو نے اس کی عیادت نہیں کی؛ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے وہیں پاتا۔ اے آدم کے بیٹے میں نے تجھ سے کھانا مانگا، تو نے مجھے نہیں دیا، بندہ کہے گا یارب میں تجھے کیسے کھانا دیتا تو تو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے؛ اللہ تعالیٰ کہے گا کیا تجھے پتا نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا اور تو نے نہ دیا؛ کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ اگر تو اس کو کھانا دیتا تو اس کا صلہ میرے پاس پاتا۔ اے ابن آدم میں نے تم سے پینے کو مانگا لیکن تو نے نہ دیا، بندہ کہے گا یارب میں تجھے پینے کو کیسے دے سکتا تھا جبکہ تو سب جہانوں کا پالنے والا ہے؛ اللہ تعالیٰ کہے گا: تجھے معلوم ہے کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا اور تو نے نہیں دیا تھا۔ اگر تو اس کو دے دیتا تو اس کا صلہ میرے پاس پاتا۔"

اب ذرا انجیل کے الفاظ ملاحظہ کیجیے:

"کیونکہ میں بھُوکا تھا تُم نے مجھے کھانا نہ کھلایا، پیاسا تھا تُم نے مجھے پانی نہ پلایا، پردیسی تھا تُم نے مجھے گھر میں نہ

اُتارا، ننگا تھا تُم نے مجھے کپڑا نہ پہنایا، بیمار اور قید میں تھا اور تُم نے میری خبر نہ لی۔ تب وہ بھی جواب میں کہیں گے اے خُداوند! ہم نے کب تجھے بھُوکا یا پیاسا یا پردیسی یا ننگا یا بیمار یا قید میں دیکھ کر تیری خِدمت نہ کی؟ اُس وقت وہ اُن سے جواب میں کہے گا میں تُم سے سچ کہتا ہُوں چُونکہ تُم نے اِن سب سے چھوٹوں میں سے کسی ایک کے ساتھ یہ سلوک نہ کیا اِس لئے میرے ساتھ نہ کیا اور یہ ہمیشہ کی سزا پائیں گے مگر راستباز ہمیشہ کی زِندگی[24]۔"

پیدائش مسیح اور مریم صدیقہ

پیدائش مسیح اور مریم صدیقہ کے متعلق بھی انجیل اور قرآن کے بیانات ایک ہی طرح کے ہیں؛ گوکہ اناجیل میں تفصیلات تھوڑی مختلف ہیں لیکن بنیادی باتیں مشترک ہیں۔ مثلاً جب سیدہ مریم کو بشارت دی گئی تو انہوں نے حیرت و استعجاب کا اظہار کیا جسے قرآن نے ان الفاظ کے ساتھ تعبیر کیا ہے:

قَالَتْ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا قَالَ كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا[25]

"مریم نے کہا کہ میرے ہاں لڑکا کیونکر ہوگا مجھے کسی بشر نے چھوا تک نہیں اور میں بدکار بھی نہیں ہوں (فرشتے نے) کہا کہ یونہی (ہوگا) تمہارے پروردگار نے فرمایا کہ یہ مجھے آسان ہے اور (میں اسے اسی طریق پر پیدا کروں گا) تاکہ اس کو لوگوں کے لئے اپنی طرف سے نشانی اور (ذریعہٗ) رحمت اور (مہربانی) بناؤں اور یہ کام مقرر ہو چکا ہے۔"

اسی قصے کو انجیل لوقا ان الفاظ میں بتاتی ہے:

"مریم نے فرشتہ سے کہا کہ یہ کیونکر ہوگا جبکہ میں مرد کو نہیں جانتی؟ اور فرشتہ نے جواب میں اُس سے کہا کہ رُوحُ القُدس تُجھ پر نازِل ہوگا اور خُدا تعالیٰ کی قُدرت تُجھ پر سایہ ڈالے گی اور اِس سبب سے وہ مولودِ مقدس خُدا کا بیٹا کہلائے گا[26]۔"

قرآن میں سورۃ البقرۃ آیت ۸۷ میں مقدس خدا کے بیٹے کی جگہ وأيدناه بروح القدس کے الفاظ ہیں۔

حضرت زکریا علیہ السلام کی بشارت کا قصہ

قرآن میں حضرت زکریا کے ہاں آخری عمر میں اولاد ہونے کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔ یہی قصہ انجیل میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ قرآن اور انجیل کا انداز بیان ایک ہی طرح کا ہے فرق صرف یہ ہے کہ انجیل میں پس منظر اور بعد کی تفصیلات بھی ذکر کی گئی ہیں جبکہ قرآن میں جامع انداز اختیار کیا

گیا ہے۔ چنانچہ قرآن میں ہے:

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِنَ الصَّالِحِينَ قَالَ رَبِّ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَأَتِي عَاقِرٌ قَالَ كَذَلِكَ اللَّهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِي آيَةً قَالَ آيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا رَمْزًا وَاذْكُرْ رَبَّكَ كَثِيرًا وَسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ [27]

"اس وقت زکریاؑ نے اپنے پروردگار سے دعا کی (اور) کہا کہ پروردگار مجھے اپنی جناب سے اولاد صالح عطا فرما تو بے شک دعا سننے (اور قبول کرنے) والا ہے وہ ابھی عبادت گاہ میں کھڑے نماز ہی پڑھ رہے تھے کہ فرشتوں نے آواز دی کہ (زکریا) خدا تمہیں یحییٰ کی بشارت دیتا ہے جو خدا کے فیض یعنی (عیسیٰ) کی تصدیق کریں گے اور سردار ہوں گے اور عورتوں سے رغبت نہ رکھنے والے اور (خدا کے) پیغمبر (یعنی) نیکوکاروں میں ہوں گے زکریا نے کہا اے پروردگار میرے ہاں لڑکا کیونکر پیدا ہوگا کہ میں تو بڈھا ہو گیا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے خدا نے فرمایا اسی طرح خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے زکریا نے کہا کہ پروردگار (میرے لیے) کوئی نشانی مقرر فرما خدا نے فرمایا نشانی یہ ہے کہ تم لوگوں سے تین دن اشارے کے سوا بات نہ کر سکو گے تو (ان دنوں میں) اپنے پروردگار کی کثرت سے یاد اور صبح و شام اس کی تسبیح کرنا۔"

انجیل کا آغاز زکریاؑ کے قصے سے ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ لوقا کی انجیل کے الفاظ ہیں:

"اور لوگوں کی ساری جماعت خُوشبُو جلاتے وقت باہر دُعا کر رہی تھی۔ کہ خُداوند کا فرشتہ خُوشبُو کے مذبح کی دہنی طرف کھڑا ہُؤا اُس کو دِکھائی دِیا اور زکریاہ دیکھ کر گھبرایا اور اُس پر دہشت چھا گئی۔ مگر فرشتہ نے اُس سے کہا اَے زکریاہ! خوف نہ کر کیونکہ تیری دُعا سُن لی گئی اور تیرے لئے تیری بیوی اِلیشبع کے بیٹا ہوگا۔ تُو اُس کا نام یُوحنّا رکھنا اور تُجھے خُوشی و خُرّمی ہوگی اور بہت سے لوگ اُس کی پیدائش کے سبب سے خُوش ہونگے۔ کیونکہ وہ خُداوند کے حضُور میں بُزرگ ہوگا اور ہرگز نہ مَے نہ کوئی اور شراب پیئے گا اور اپنی ماں کے پیٹ ہی سے رُوح القُدس سے بھر جائے گا۔ اور بہت سے بنی اِسرائیل کو خُداوند کی طرف جو اُن کا خُدا ہے پھیریگا۔ اور وہ ایلیاہ کی رُوح اور قُوّت میں اُس کے آگے آگے چلے گا کہ والدوں کے دِل اَولاد کی طرف اور نافرمانوں کو راستبازوں کی دانائی پر چلنے کی طرف پھیرے اور خُداوند کے لئے ایک مُستعِد قوم تیّار کرے۔ زکریا نے فرشتہ سے کہا میں اِس بات کو کس طرح جانُوں؟ کیونکہ میں بُوڑھا ہُوں اور میری بیوی عُمر رسیدہ ہے۔ فرشتہ نے جواب میں اُس سے کہا میں جبرائیل ہُوں جو خُدا کے حضُور کھڑا رہتا ہُوں اور اِس لئے بھیجا گیا ہُوں کہ تُجھ سے کلام کرُوں اور تُجھے اِن باتوں کی خُوشخبری دُوں۔ اور دیکھ جس دِن تک یہ

باتیں واقع نہ ہولیں تو چُپ کا رہے گا۔ اور بول نہ سکے گا۔ اِس لئے کہ تُو نے میری باتوں کا جو اپنے وقت پر پُوری ہوں گی یقین نہ کیا[28]۔"

معجزات

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بیماریوں سے شفا دینے کے معجزات کا قرآن کریم میں سورۃ آل عمران اور سورۃ المائدۃ میں تذکرہ کیا گیا ہے۔ قرآن میں چند بیماریوں کا نام لے کر ذکر کیا گیا ہے لیکن انجیل میں یہ بات عمومی انداز میں ذکر کی گئی ہے۔ دونوں میں قدر مشترک مسیح کی برکت سے بیماریوں سے شفایابی ہے۔ چنانچہ انجیل متی میں ہے:

"اور اُس کی شُہرت تمام سُوریا میں پھیل گئی اور لوگ سب بیماروں کو جو طرح طرح کی بیماریوں اور تکلیفوں میں گرفتار تھے اور اُن کو جن میں بدرُوحیں تھیں اور مرگی والوں اور مفلُوجوں کو اُس کے پاس لائے اور اُس نے اُن کو اچھّا کیا[29]۔"

اخلاقی تعلیمات

انجیل اور قرآن میں اخلاقی اور سماجی تعلیمات کا اسلوب بھی ایک ہی طرح کا ہے۔ اس کی سب سے بڑی مثال وصایا عشر ہے۔ اس کے علاوہ بعض امور جن کو عبادت سے خارج سمجھ کر نظر انداز کیے جانے کا اندیشہ تھا قرآن نے ان کی طرف بھی توجہ دلائی اور ان کو نیکی اور عبادت کے اصل کاموں میں شمار کیا۔ بعینہ یہ بات قرآن کے ہی انداز میں انجیل میں بھی نظر آتی ہے:

سورۃ البقرۃ آیت ۱۷۷ میں اخلاقی تعلیمات کے متعلق ہے:

لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ۔

"نیکی یہی نہیں کہ تم مشرق یا مغرب کو (قبلہ سمجھ کر ان) کی طرف منہ کرلو بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ خدا پر اور روز آخرت پر اور فرشتوں پر اور (خدا کی) کتاب پر اور پیغمبروں پر ایمان لائیں۔ اور مال باوجود عزیز رکھنے کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو دیں اور گردنوں (کے چھڑانے) میں (خرچ کریں) اور

نماز پڑھیں اور زکوۃ دیں۔اور جب عہد کرلیں تو اس کو پورا کریں۔اور سختی اور تکلیف میں اور (معرکہ) کارزار کے وقت ثابت قدم رہیں۔یہی لوگ ہیں جو (ایمان میں) سچے ہیں اور یہی ہیں جو (خدا سے) ڈرنے والے ہیں۔"

یہ تعلیمات رسالہ یعقوب میں ان الفاظ میں مذکور ہیں:

"اَے میرے بھائیو! اگر کوئی کہے کہ میں اِیماندار ہُوں مگر عمل نہیں کرتا تو کیا فائدہ؟ کیا اَیسا اِیمان اُسے نِجات دے سکتا ہے؟ اگر کوئی بھائی یا بہن ننگی ہو اور اُن کو روزانہ روٹی کی کمی ہو۔اور تُم میں سے کوئی اُن سے کہے کہ سلامتی کے ساتھ جاؤ۔گرم اور سیر رہو مگر جو چیزیں تن کے لئے درکار ہیں وہ اُنہیں نہ دے تو کیا فائدہ؟ اِسی طرح اِیمان بھی اگر اُس کے ساتھ اعمال نہ ہوں تو اپنی ذات سے مردہ ہے۔بلکہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ تُو تو اِیماندار ہے اور میں عمل کرنے والا ہُوں۔تُو اپنا اِیمان بغیر اعمال کے تو مجھے دِکھا اور میں اپنا اِیمان اعمال سے تُجھے دِکھاؤں گا۔تُو اِس بات پر اِیمان رکھتا ہے کہ خُدا ایک ہی ہے۔خَیر، اچّھا کرتا ہے۔شیاطِین بھی اِیمان رکھتے اور تھر تھراتے ہیں۔مگر اَے نِکمّے آدمی! کیا تُو یہ بھی نہیں جانتا کہ اِیمان بغیر اعمال کے بے کار ہے[30]؟"

عبادات

دین مسیح میں بھی نماز، روزہ، حج اور زکاۃ کی تعلیمات دی گئی ہیں البتہ طریقۂ عبادت کا فرق ہے لیکن بنیادی جوہر یعنی روحانیت اور اللہ کی رضامندی کے حصول میں ایک جیسے ہیں ۔

خلاصہ کلام

یہ اسلام اور عیسائیت کے درمیان چند مشترک امور ہیں جو کہ عہد جدید کی چار کتب یعنی اناجیل اربعہ کو سامنے رکھ کر جمع کیے گئے ہیں۔اگر دونوں عہد ناموں کو سامنے رکھ کر مزید تلاش کی جائے تو اور کئی ایسے امور سامنے آسکتے ہیں جو عیسائیت اور اسلام میں مشترک ہیں۔

بہر حال ان چند امور کے مطالعے سے جو بات واضح ہو کر سامنے آتی ہے وہ یہ کہ دین مسیح اور دین اسلام اپنی اصل اور جوہر میں ایک ہی دین ہے فرق صرف یہ ہے کہ اسلام دین مسیحیت کی ترقی یافتہ شکل ہے۔دین مسیح کی کتاب مقدس کی اسنادی حیثیت مشکوک اور غیر یقینی ہونے کے باوجود اب بھی اس میں بنیادی تعلیمات جو کہ تمام ادیان سماوی میں مشترک رہی ہیں وہ کسی نہ کسی شکل میں محفوظ ہیں۔ان تعلیمات کو بنیاد بنا کر مسیحیت

سے مکالمہ کرنا اور موجودہ مسیحیت جس الحاد کا شکار ہو گئی ہے اس سے اس کو نکالنا منشائے قرآنی ہے اور یہ صحت مندانہ مکالمے سے ہی ممکن ہے۔ مکالمے کی اساس الزامات اور کمتر قرار دینے پر نہیں رکھی جاسکتی بلکہ اس کے لیے ضروری ہے کہ ایسے امور زیر بحث لائے جائیں جو فریقین کو قریب کرنے اور باہمی غلط فہمیاں دور کرنے کا سبب بنیں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ مشترک امور داعیوں کے علم میں ہوں۔

نتائج

اسلام اور عیسائیت اپنے جوہر میں ایک ہی دین ہے البتہ اسلام اس کی جدید شکل ہے۔ اس بات پر انجیل قرآن کے ساتھ متفق ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور رسول ہیں؛ خود خدا یا اس کے بیٹے نہیں ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے اور دوبارہ واپس دنیا میں آنے کا تصور عیسائیوں کے ہاں بھی موجود ہے اس فرق کے ساتھ کہ قرآن کی رو سے عیسیٰؑ مصلوب نہیں ہوئے جبکہ عیسائی ایک بار ان کے مصلوب ہو کر دنیوی موت کے قائل ہیں۔ دین عیسوی کے پیروکاروں کو مسلمانوں کے زیادہ قریب دیا گیا ہے اس اعتبار سے عیسائیوں کے اسلام قبول کرنے کے امکانات دیگر اہل کتاب کی نسبت زیادہ ہیں۔ توحید کی تعلیم اور شرک سے بیزاری کا اظہار قرآن کی طرح انجیل میں بھی واضح انداز میں کیا گیا ہے۔ اناجیل میں عقیدہ تثلیث یا مسیح کے خدا کا بیٹا ہونے کا کوئی ذکر نہیں؛ انجیل میں "خدا کا محبوب ہو جانے کو اس کا بیٹا بن جانے سے تعبیر کیا گیا ہے" جو کہ عبادت و ریاضت سے کوئی بھی بن سکتا ہے۔ معجزات مسیح اور حکایت ولادت عیسیٰ، عفت مریم صدیقہ اور قصہ زکریا کا بیان بھی قرآن اور انجیل میں ایک ہی طرح سے وارد ہے۔ جنت، جہنم اور آخرت کے مواخذہ کا تصور بھی اسلام کی طرح عیسائیت کے عقائد میں شامل ہے۔ اخلاقی تعلیمات کے بیان میں بھی قرآن اور انجیل کا انداز اور درس تقریباً ایک ہی ہے۔ نماز، روزہ، حج اور زکوۃ کی تعلیمات میں بھی اسلام اور عیسائیت مشترک ہیں۔

حواشی و حوالہ جات

1 سورۃ العنکبوت ۲۹: ۴۶
2 سورۃ المائدۃ ۵: ۸۲
3 لوقا، انجیل، باب ۲، آیت ۲۱
4 لوقا، انجیل، باب ۱، آیات ۲۶-۲۷
5 مرقس، انجیل، باب 6، آیات 2-3

6 متی، انجیل، باب3، آیات14- 15
7 لوقا، انجیل، باب3، آیت23
8 متی، انجیل، باب4، آیت13
9 عثمانی، مفتی محمد تقی، بائبل کیا ہے؟13- 19، مکتبہ دارالعلوم، کراچی (س-ن)
10 Mark M. Mattison, The Meaning of the Atonement,p.1
11 عیسائیت کیا ہے؟۱۲- ۱۳
12 مرقس، انجیل، باب۱۲، آیت۲۹-۳۰
13 متی، انجیل، باب۴، آیت ۱۰
14 سورۃ الزمر۳۹: ۱۱
15 سورۃ الاعراف ۷: ۵۴
16 متی، انجیل، باب۵، آیت ۴۵
17 سورۃ آلعمران ۳: ۴۵
18 متی، انجیل، باب۳، آیت ۲
19 یوحنا، انجیل، باب۵، آیت۲۹
20 متی، انجیل، باب۲۵، آیت ۴۱
21 سورۃ الاعراف ۷: ۵۴
22 سورۃ الاعراف ۷: ۵۴
23 امام مسلم، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب فضل عیادۃ المریض، حدیث(2569)، دار احیاء التراث العربی، بیروت (س-ن)
24 متی، انجیل، باب۲۵، آیات ۴۱-۴۶
25 سورۃ مریم۱۹: ۲۰- ۲۱
26 لوقا، باب ۱، آیت ۳۴-۳۵
27 سورۃ آلعمران ۳: ۳۸- ۴۱
28 لوقا، باب ۱، آیت ۳۴-۳۵
29 متی، انجیل، باب ۴، آیت ۲۴
30 رسالہ یعقوب، فصل ۴، آیات ۱۴-۲۰